حضرت مولوی محمد علی صاحب

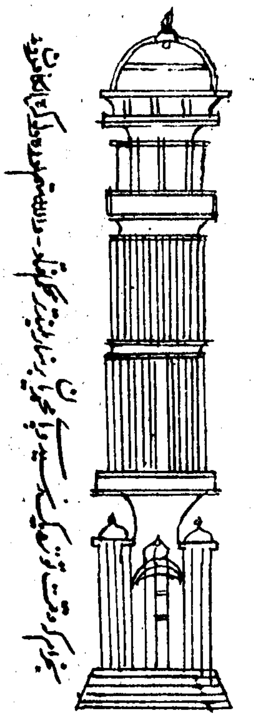

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ سلسلہ

عالیہ احمدیہ کا سب سے مشہور اور معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے [illegible]
۲- خواص معاونین سے [illegible]
۳- ہندوستان سے باہر [illegible]
۴- غیر مذہب والوں سے [illegible]
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نوٹ

[illegible] کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۴۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۶- اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۸- رجب ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۲

موجودہ شورش میں ہمارا مسلک

اگرچہ احمدیوں کو اسوقت کسی نئی ہدایت یا تاکید کی حاجت نہیں ہے کہ وہ ان بیہودگیوں میں کوئی حصہ لیں جو ایجی ٹیشن کے رنگ میں کیجاتی ہے۔ کیونکہ انکا سید و مقتدا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پورے طور پہ انکے ذہن نشین کر گیا ہے۔ اور مذہبی رنگ میں انہیں بتا گیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کا سایہ انکے لئے ابر رحمت ہے اسلئے ایک احسان شناس قوم کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی اطاعت اور معیت میں سرگرم رہے۔ برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے ایک ایسی نعمت ہے کہ وہ اسکی شکر گذاری سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے انہیں خوب معلوم ہے۔ کہ سکھوں کے ایام سلطنت میں انہیں امن کے سوال کو چھوڑ کر مذہبی احکام کی بجا آوری میں کسی حد تک تکلیف تھی۔ یہاں تک کہ وہ اذان تک دینے پر بھی سخت سے سخت سزاؤں کے مستحق سمجھے جاتے تھے دوسرے احکام کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ وہ زمانہ جہالت اور تاریکی کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں جہاں مذہبی آزادی عطا ہوئی اسکے ساتھ علوم و فنون کی ترقی کی راہیں کھلیں۔ ڈاکخانہ۔ مطبع کے اجرا اور کاغذ کی کثرت نے نایاب سے نایاب مذہبی اور دینی کتابوں کو چھاپ کر کم سے کم قیمت پر عام کر دیا۔

غرض اگر مذہبی نکتہ خیال سے ہی دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھکر عمدہ زمانہ اپنے نہیں آیا۔ مسلمانوں کی اپنی سلطنت میں بھی ایسی آسانی اور سہولت سے کتابیں بہم نہ پہنچ سکتی تھیں۔

غرض مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے محسن کی پوری اطاعت اور وفاداری کا نمونہ دکھائیں اور ان سے یہی توقع ہے انہیں سے احمدی خصوصیت سے ان احسانات سے سرگراں ہیں کیونکہ یہی ایک مذہبی تحریک ہے وہ اگر اپنے مخالفوں کے ہاتھ سے بچے ہیں تو گورنمنٹ کی مہربانی اور حسن انتظام کو اسمیں بہت بڑا دخل ہے ورنہ علماء نے کفر اور قتل کے فتوے دیکر خون کی ندیاں بہانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا۔ اسی وجہ سے اس سلسلہ کا بانی اپنی ہر تقریر اور تحریر میں گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کیلئے ایک جوش پاتا تھا۔ اور اپنی قوم میں اسنے یہ روح ایسی نفخ کر دی ہے کہ اب اسے کوئی خیال اور طاقت دور نہیں کر سکتی۔

مسٹر تلک کی سزایابی پر اور بمبئی پریسیڈنسی میں بعض مقامات پر لعینوں اور جاہلوں نے اپنی بیوقوفی کے کرشمے دکھلائے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ مسلمان اسمیں شریک نہیں ہوئے۔ بمبئی پریسیڈنسی میں ہماری جماعت گیارہ ہزار سے زائد ہے۔ ان لوگوں کا ایسی مجلسوں اور جلسوں میں شامل نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور انکے مجدد امام اور خلیفہ کی خوشنودی کا موجب ہے۔

پس جہاں کہیں بھی ایسی تحریک ہو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے بالکل الگ رہیں اور کسی رنگ میں بھی شامل نہ ہوں گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے خلاف جو تحریکیں ہیں وہ ہمارے سلسلہ کے خلاف ہیں ہمارے لئے امن اور سلامتی اللہ نے اسی سلطنت کے سایہ میں تجویز کی ہے اسلئے ہم اسی کی خیر سگالی چاہیں خواہ ہمیں خوشامدی کہا جاوے ہمیں بلا سے ہمیں اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ کافر۔ بے ایمان۔ دجال۔ کذاب کے مقابلہ میں یہ الفاظ کچھ بھی نہیں ہیں جب ایک امر حق کے قبول کرنے دار الامان نے گالیاں ہمیں دکھے تو پھر اگر ایک دوسرے حق کی بات اگر خوشامدی پر مبدل کہا جاوے تو کیا حرج ہے ہم ایسی خوشامد پر اس آزادی اور خودسری کو لاکھ درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ جو امن عامہ کے لئے مفید اور سودمند ہے۔ ہم اس دلیری اور بیباکی کو بھی ملی پر قربان کرنیکو طیار ہیں جو خونریزیوں اور شورشوں کا موجب ہوتی ہے۔

ان لوگوں کے ساتھ جو عیب سازی اور عیب اندازی کے قابل کام کر رہے ہیں کچھ بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم کیا یہ بہادری ہے۔ اس سے بڑھکر بزدلی اور دون ہمتی اور کیا ہوگی۔ اگر لوٹ مار کرکے مال بہم پہنچانا اور اس ایسا سامان کرنا جو دوسروں کی جان لینے کے کام آوے۔ بہادری ہے۔ تو پھر دنیا بھر کے ڈاکو۔ رہزن اور قاتل بڑے ہی بہادر اور شیر ببر ہونگے۔ اس قوم پر افسوس جو بہادری اور بزدلی میں فرق کرنیکے قابل نہیں کیا وہ ملک ترقی کرنیکے قابل ہے جسمیں ان لوگوں کی عزت کیجاوے جو خفیہ ہم سایوں کو [illegible] ملکی مذاق اور اخلاق کس طرح بگڑ گیا ہے۔

بہر حال ہمارا مسلک ان تمام قسم کی شورشوں اور تحریکوں میں یہی ہے۔ کہ ہم ان سے بیزار اور الگ رہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس ہمیں خوشامدی کہا جاتا ہے کہنے دو۔ اسکی کچھ پروا نہیں ہم جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے گورنمنٹ خود

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۳ مئی ۱۹۰۸ء بروز اتوار

(ایک دہریہ سے ملاقات)

فرمایا۔ طبائع میں اختلاف ہوتا ہے۔ بعض طبائع میں ایسی استعداد ہوتی ہے۔ کہ وہ حق کے قبول کرنے میں جلدی کرتی ہیں اور بعض ایسی بھی ہوتی ہیں۔ کہ حق ان کی سمجھ میں آ تو جاتا ہے مگر دیر بعد اور بعض ایسی بھی ہیں۔ کہ اُن میں قبول حق کی استعداد دبتے دبتے ایک وقت بالکل زائل ہی ہو جاتی ہے :۔

خدا جس کا وجود مخفی در مخفی اور نہان در نہان ہے ہم نے اس کو ایسا نہیں مانا کہ وہ ایک **ہیولا** ہے ایسا ایک انسان جسکو سچا شوق۔ حقیقی جوش اور دلی تڑپ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اسکے لئے تمام گذشتہ قصص اور واقعات پر نظر ڈال کر غور کرنا از بس مفید ہو سکتا ہے۔ تاریخ ایسے انسان کے واسطے رہبری کر سکتی ہے۔ تاریخ اور تمام واقعات سلف بجز اسکے اور کوئی راہ نہیں بتلاتے کہ خدا کو خدا کے عجائبات قدرت اور تصرفات سے جو کہ وہ بذریعہ اپنے الہامات۔ وحی اور مکالمات دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ پہچان سکتے ہیں۔ اس راہ سے بڑھکر اور کوئی یقینی راہ خدا کی شناخت کی ہرگز نہیں ہے :۔

جن لوگوں کو وہ خاص کر لیتا ہے اور حصہ معرفت اُن کو عطا کرتا ہے۔ ان پر وہ مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے عشاق کی تسلی اور تسکین کے لئے

دیدار یا گفتار

وہی چیزیں ہیں جہاں دیدار نہیں ہو سکتا۔ وہاں گفتار دیدار کی جا بجا اور قائم مقام ہو جاتی ہے ایک مادر زاد نابینا گفتار ہی کے ذریعے شناسائی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ غیر محدود ہے اور اسکی ذات ایسی نہیں کہ اس کی رویت اور دیدار جسمانی چیزوں کی طرح ہو سکے اس واسطے اسنے اپنی **گفتار** جسکو بالفاظ دیگر الہام وحی مکالمات کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دیدار کے قائمقام رکھدی ہے کم ہیں جن کو دیدار ہوتا ہو اکثر گفتار ہی کے ذریعہ تسلی پاتے اور طمانیت حاصل کرتے ہیں +

اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا یہہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ گفتار جو انسان سنتا ہے۔ واقعی خدا کا کلام ہے کسی اور کا نہیں؟ سو اسکے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے کلام کے ساتھ خدائی طاقت۔ جبروت اور عظمت ہوتی ہے جس طرح تم لوگ ایک معمولی انسان اور بادشاہ کے کلام میں فرق کر سکتے ہو۔ اسی طرح اس احکم الحاکمین کے کلام میں بھی شوکت و سطوت سلطانی ہوتی ہے۔ جس سے شناخت ہو سکتی ہے کہ واقعی یہہ کلام بجز خدائے عزوجل کے اور کسی کا نہیں +

دوسرا بڑا بھاری نشان اس شناخت اور تمیز کا یہ ہوتا ہے کہ جس انسان سے خدا کلام کرتا ہے وہ خالی نہیں ہوتا بلکہ اس میں بھی خدائی شان جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ بھی ایک گونہ خدائی صفات کا مظہر اور جلوہ گاہ ہوتا ہے اس میں وہ لوازم پائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک خاص امتیاز ہوتا ہے۔ علوم غیبی جو سفلی خیالات کے انسانوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے وہ ان کو عطا کئے جاتے ہیں۔ اس کی **دعائیں** قبول کر کے اسکو اطلاع دیجاتی ہے۔ اور اس کی اس کے کاروبار میں خاص نصرت اور مدد کی جاتی ہے۔ اور جس طرح خدا سب پر غالب ہے اور اس کو کوئی جیت نہیں سکتا اسی طرح انجام کار وہ بھی غالب اور ہر طرح سے مظفر و منصور اور کامیاب و بامراد ہو جاتے ہیں + غرض یہہ نشان ہوتے ہیں جن کے ذریعے سے عقلمند انسان کو مجبوراً ماننا پڑتا ہے۔ کہ

واقعی یہہ انسان مقرب بارگاہ

ہے۔ اور پھر یہہ بھی ماننا ہی پڑتا ہے۔ کہ خدا بھی ضرور ہے **ہمیں** ایسے لوگوں سے بھی گفتگو اور ملاقات کا اتفاق ہوا ہے جو مصنوعات سے صانع کو پہچاننے اور شناخت کرنے کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اور اس طریق کو ہم نے آزمایا بھی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ راہ ٹھیک نہیں ادھوری ہے۔ اس راہ سے انسان کو حقیقی معرفت اور یقین کامل جو انسان کی عملی حالت پر اثر ڈال سکے ہرگز ممکن نہیں زیادہ سے زیادہ بس یہی ہوتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے۔ مگر **ہے** اور ہونا چاہیے میں زمین و آسمان کا فرق ہے +

اس بیان سے ہمارا مطلب یہہ ہے۔ کہ معرفت بھی وہی فائدہ بخش ہو سکتی ہے جس سے انسان میں ایک تبدیلی بھی پیدا ہو ایک شخص جو بینائی اور قوت رویت کا دعویٰ کرے مگر اسکے دعوے کیساتھ کوئی عملی ثبوت نہ ہو۔ اور وہ کھڑا ہوتے ہی دیواروں سے ٹکریں کھائے کیا اس کا دعوےٰ قابل پذیرائی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کارآمد صفت **کمال** ہی ہے۔ نیم مُلاں خطرہ ایمان اور نیم حکیم خطرہ جان مشہور مقولے ہیں۔ پس کامل معرفت کی تلاش کرنا ضروری ہے۔ اور یہ اسی راہ سے میسر آ سکتی ہے۔ جو راہ انبیاء دنیا میں لائے +

ایک دہریہ تو وہ ہے۔ جو صانع کے وجود کا منکر ہے اور یہ گروہ قدیم سے ہے۔ مگر میں کہتا ہوں فرض کر لو کہ دنیا میں ایسا ایک بھی متنفس نہیں تو بھی ہر وہ جس کو کامل معرفت نہیں وہ بھی دہریہ ہے۔ جب تک کامل معرفت نہ ہو اسوقت تک کچھ نہیں جسطرح ایک دانہ بھوک کو اور ایک قطرہ پیاس کو نہیں مٹا سکتے۔ اسی طرح خشک ایمان جس کے ساتھ کمال معرفت اپنے تمام لوازم کیساتھ نہیں نجات نہیں دلا سکتا جس طرح وہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا جسکو بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی دیکھنا تک بھی نصیب نہیں ہوا اسیطرح وہ بھی ہلاک ہو جائیگا جس نے بھوک کے وقت ایک دانہ دیکھ لیا۔ یا کھا لیا۔ اور ایک قطرہ شدید پیاس کیوقت دیکھ لیا یا پی بھی لیا ہو پس بعینہ اسی طرح سے

معرفت کامل ہی موجب نجات

ہو سکتی ہے +

ہم دیکھتے ہیں کہ ان محسوسات میں بھی کامل علم اور معرفت ہی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک انسان کے پاس خواہ ایک شیر یا بھیڑیا آجاوے مگر جب تک وہ شیر کو شیر اور بھیڑیے کو بھیڑیا مع ان کے تمام لوازم اور خواص کے یقین نہیں کر لیتا۔ اُن سے کوئی خوف نہیں کرتا۔ ایک زہریلے سانپ کو جو انسان ایک چوہا یقین کرتا ہوگا۔ وہ اس سے ہرگز گریز اور پرہیز نہ کریگا مگر اس علم کے ساتھ ہی کہ یہہ ایک زہریلا سانپ ہے۔ اور اس کا کاٹنا گویا پیغام اجل ہے۔ وہ اس سے خوف کرے گا اور معاً الگ ہو جاویگا +

دیکھو نفس امارہ انسان کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ و ریشہ میں اور ذرہ ذرہ میں داخل ہے عیسائیوں نے تو ایک سہل اور آسان راہ نکال لی ایک شخص کو سولی پر چڑھا دیا۔ اب قیامت تک عیسائی نسل کا ہر فرد جو چاہے سو کرے اس کو کوئی سوال ہی نہیں ہوگا خون مسیح ان کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو چکا ہے۔ نادان نہیں سمجھتے کہ زید کے تو سر درد ہے بکر نے اٹھکر اپنے سر میں پتھر مار لیا۔ بھلا زید کو اس سے کیا فائدہ؟ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ایک بیمار کو مرغ کی یخنی جسقدر فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ ان کا کفارہ اور خون مسیح اس قدر بھی مفید نہیں ہے +

ان کے پادری جو دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں خود ان کے اپنے حالات نہایت ہی خطرناک ہیں۔ کفارہ کے عقیدہ نے ان کو بہت دلیر کر دیا ہے۔ گناہ ایک خطرناک زہر ہے مگر جو شخص یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خون مسیح کافی ہے اور کفارہ پر ایمان لے آنا تمام گناہوں کیواسطے کفارہ ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ کے زہر کو زہر یقین کرے تو کیسے؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری زنا کے جرم میں پکڑا گیا

مدالت مین جب اس سے سوال ہوا تو اس نے بڑی دلیری اور جرأت سے کہا۔ کہ کیا مسیح کا خون میرے واسطے کافی نہین ہوچکا ہے غرض انکا کفارہ ہی تمام بدیوں کی جڑ ہے +

ہمارے نزدیک کوشش کرکے انسان جب تک ایک پاک تبدیلی کی طرف نہین جھکتا۔ اسوقت تک کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بڑا بھاری مجاہدہ ہے اسی نفس امارہ ہی کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے انسان نہ حق اللہ کو ادا کرسکتا ہے اور نہ حق العباد سے سبکدوش ہوسکتا ہے شریعت نے دو ہی حصے رکھے ہین۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔ **حق اللہ** کیا ہے وہی کہ اس کی عبادت کرنا اور اس کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرنا اور ذکر اللہ مین لگے رہنا اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرنا اسکے محرمات سے بچتے رہنا وغیرہ۔ **حق العباد کا** خلاصہ یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرنا اور کسی کے حقوق مین دست اندازی نہ کرنا جہان اس کا کوئی حق نہین ہے جھوٹی گواہی نہ دینا۔ وغیرہ +

اب یہہ دونو امر ایسے مشکل ہین۔ کہ تمام گناہ۔ جرائم معاصی اور دوسری طرف تمام نیکیون کے اصول اسی مین آگئے ہین کہنے کو تو ہر ایک کہہ لیتا ہے۔ کہ مین اپنی قوت سے گناہ سے بچ سکتا ہون مگر انسان فطرت سے الگ ہرگز نہین ہوسکتا۔ فطرت انسانی کسی کپڑے کا دامن تو ہے نہین کہ پلید ہوا تو کاٹ کر الگ کردیا جا سکے۔ فطرت روح کا پیدائشی جزو ہے۔ پس جب کہ انسانی فطرت مین یہی رکھا گیا ہے کہ انسان انہی امور سے خائف ہوتا اور پرہیز کرتا ہے جن کو وہ اپنی ہلاکت کا باعث اور مضر یقین کرتا ہے۔ کسی نے کوئی نہ دیکھا ہوگا کہ وہ آسٹر کنیا کو باوجود آسٹرکنیا یقین کرنے کے دانستہ استعمال کرے یا سانپ کو سانپ یقین کرتے ہوئے ہاتھ مین پکڑ لے۔ ایک طاعون زدہ گاؤں مین جہان موت کا بازار گرم ہے خواہ مخواہ جا گھسے اس اجتناب اور پرہیز کی وجہ کیا وہی کہ ان باتون کو وہ مہلک یقین کرتا ہے پس انسان **معاصی اور جرائم کی مرض** سے تب ہی نجات پاسکتا ہے کہ اسے چور اور سانپ وغیرہ سے بڑھکر ان کے ضرر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مدنظر ہو انسان اپنی حرص وخواہش اور ملی آرزوؤن کو بھی ترک کرسکتا ہے مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شرینی کا استعمال بالکل ترک کردو۔ پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوڑتا ہی نہین پس یہی حال روحانی حرص وہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔ اگر خدا کی عظمت اور اس کا جلال سچے طور سے اس کے دل مین گھر کرچکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی آگ کے کھانے اور موت سے بھی بدتر محسوس کریگا +

انسان کو جس قدر خدا کے اقتدار اور سطوت کا علم ہوگا اور جسقدر یقین ہوگا۔ کہ اس کی نافرمانی کرنے کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کریگا۔ دیکھو بعض لوگ موت سے بھی مرتے ہین۔ یہہ

اخیار ابدال اور اقطاب

کیا ہوتے ہین؟ اور ان مین کیا چیز زائد آجاتی ہے؟ وہ **یہی یقین** ہوتا ہے۔ یقینی اور قطعی علم ضرورتاً اور فطرتاً انسان کو ایک امر کے واسطے مجبور کردیتا ہے۔ خدا کی نسبت ظن کفایت نہین کرسکتا۔ شبہ مفید نہین ہوسکتا۔ اثر صرف یقین ہی مین رکھا گیا ہے۔ خدا کی صفات کا یقینی علم **ایک ہیبت ناک تجلی** سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔ اسی کے اثر سے تو یہہ لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہین۔ پس یاد رکھو کہ جسقدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہوگا۔ اسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرتا ہوگا +

بظاہر نظر تو گناہ سے بچنے والے اور اس قسم کا دعوے کرنے والے بہت ہونگے مگر ان کی مثال وہی ہے جسطرح ایک پھوڑا جو کہ پیپ سے خوب بھر گیا ہو ظاہری جانب سے چمک اٹھتا ہے اور باقی حصہ جسم سے بھی اس کی چمک دمک اور روشنی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے مگر اندر اس کے پیپ اور گندہ مواد بھرے ہوتے ہین گناہ سے بچنے کے آثار بھی تو ساتھ ہون۔ روشنی دھوپ اور گرمی اس بات کے شاہد ہین کہ آفتاب نکلا ہوا ہے۔ حالانکہ آفتاب کے آثار نہین اب بتاؤ کوئی اس کی بات کو باور کریگا ہرگز نہین پس یہی حال ان لوگونکا ہے جو کہتے ہین کہ ہم **اللہ پر ایمان** لاتے ہین۔ حالانکہ اس ایمان کے آثار یعنے گناہ سے بکلی نفرت اور پھر اس کے آثار کہ خدا کے فیوض وبرکات اور تائیدات اور سچی پاکیزگی تقوے اور طہارت ان مین مفقود ہوتے ہین +

یہہ بات کہ انسان خدا کی رضا کے خلاف کا سوچنا بالکل دست کش ہوجائے۔ اور گناہ اور خدا کی نافرمانی اسے آگ کھانے سے بھی بدتر نظر آوے اور خدا کے مقابلہ مین کسی دنیوی جاہ وجلال کا رعب داب اسپر اثر نہ کرے بلکہ یہہ ماسوی اللہ کو بجز ارادہ الٰہی کسی کے نفع اور ضرر پہنچانے مین ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح سمجھے اور ایسا ہوجائے کہ اس کا سکون اور اس کی حرکت اور اس کے تمام افعال خدا کی مرضی کے تابع ہوجاوین اور یہہ اپنے آپ سے فنا ہوکر خدا مین محو ہوجائے یہ تمام امور انسانی طاقت سے بالاتر ہین انسان کی اپنی طاقت نہین۔ کہ ان سب فضائل کو حاصل کرسکے اور تمام رذائل سے بکلی پاک ہوسکے۔ سو اس غرض کیواسطے اللہ تعالٰے کا یہہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ وہ دنیا مین

ایک انسان کو مامور کرکے

بھیجا کرتا ہے اور اپنے عجائبات قدرت اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے اس کی دعاءین قبول کرکے اس کو اطلاع دیتا ہے اسپر مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے۔ اور اسکے ہاتھ پر ایسے ایسے خارق عادت معجزات اور غیبی امور ظاہر کرتا ہے جن سے عقلی خیالات کے انسان عاجز ہوتے ہین اور ایسے چمکتے ہوئے اور ہیبت ناک امور اس کی تائید مین ظاہر کرتا ہے کہ لوگون کے دل نور عرفان اور لذت یقین سے پر ہوکر گویا خدا کو دیکھ لیتے ہین۔ اور اس طرح سے خدا کی عظمت اور جبروت سطوت اور ہیبت کے نظارہ کرنے سے اُن کے دلون مین سے غیر اللہ۔ اور تمام گندی اور نفسانی خواہشات جو گناہ کا سبب ہوتی ہین جل جاتی ہین۔ اور خدا کا جلال اور اس کی کبریائی ان کے دلون مین بیٹھ جاتی ہے غرض اس طرح سے وہ **ایک جماعت** پاک دل انسانون کی تیار کردیتا ہے +

گناہ سوز حالت جب ہی پیدا ہوتی۔ جب کہ خدا اپنے جلال اور ہیبت کو دنیا مین ظاہر کرتا اور جب اس کے جبروت وسطوت کا دورہ ہوکر دنیا پر ایک قہری تجلی ہوتی ہے اور جس طرح ایک خطرناک بجلی جس مین ایک خوفناک کڑک اور آنکھون کو خیرہ کردینے والی چمک ہوتی ہے۔ دلون پر اپنا تسلط اور رعب بٹھا جاتی ہے۔ اسی طرح اس مامور کے زمانہ مین خدا کی جلالی صفات جلوہ گر ہوکر دنیا مین ایک پاک تبدیلی پیدا کرجاتا ہے:۔

دیکھیے اگر آپ کے پاس ایک آدمی نہایت ہی ردی اور خستہ حالت مین آوے خواہ وہ درحقیقت بادشاہ ہی کیون نہ ہو۔ آپ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور آپ اس کے آنے کی کچھ پرواہ نہ کرین گے بلکہ اگر وہ کچھ کہنا چاہے گا تو آپ حقارت سے اس کی بات کی طرف بھی متوجہ نہ ہون گے مگر اگر وہی شخص اپنی شاہانہ شان وشوکت اور سلطانی جلال اور ہیبت لے کر آوے تو آپ کو اس کا استقبال بھی کرنا پڑیگا عزت وعظمت بھی کرنی پڑیگی۔ اور ضرور ہے کہ آپ ہمہ تن گوش ہوکر اس کے احکام کی بجا آوری کے لئے طیار ہوجاوین۔ پس یہی حال خدا کی معرفت کا ہے۔ جب تک کسی کو خدا کی معرفت ہی نہین وہ تذلل اور انکسار جو عبادت کا خلاصہ ہے کیسے بجا لاویگا۔ سچ ہے۔

آنان کہ عارف ترانند ترسان ترن

مین نے آپ کو یہ سب کچھ قصے کہانی کے رنگ مین نہین سنایا

بلکہ خدا اب بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح کہ وید۔ توریت اور انجیل کے زمانہ میں تھا۔ اور اسی طرح اب بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے زمانوں میں سنتا تھا۔ اور اسی طرح اب بھی بولتا ہے جس طرح ان زمانوں میں بولا کرتا تھا۔ اور اسی بات کے ثابت کرنے کے واسطے ہم آئے ہیں ؎

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی تقریر فرما چکے تھے کہ سوال کیا گیا۔ کہ بعض لوگ ایک امر کو گناہ یقین کرتے ہیں حالانکہ ایک دوسرے ملک یا خود اسی ملک کے بعض لوگ اسی امر کو گناہ نہیں مانتے یا ثواب یقین کرتے ہیں۔ تو اب ان میں **امر فیصل کیا ہوا؟**

فرمایا آپ کے بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ کم از کم اختلاف تو ہے پس اسی اختلاف میں ہی **ہماری فتح** ہے ایک مومن اور محتاط انسان کی شان سے یہ بات بالکل بعید ہے کہ وہ مختلفہ امور کو اختیار کرے مثلاً آپ ہی کے سامنے ایک کھانا رکھا جاوے اتنے میں کوئی شخص آپ کو یہ بتا دے۔ کہ اس کھانے میں زہر کا احتمال ہے۔ اب آپ ہی فرما دیں کہ کیا آپ اس کو استعمال کریں گے؟ میں تو ہرگز یقین نہیں کر سکتا کہ ایک ایسا آدمی جسکو اپنی زندگی عزیز ہو اس کا ایک لقمہ بھی کھا سکے ؎

بیشک یہ سچی بات ہے۔ کہ **دھریہ** ایک بیباکی کا طریق اختیار کرتا ہے مگر اس کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ امر اس کے واسطے مضر نہیں اور وہ بچ گیا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہر طرح ہر ہر قسم کے پہل لانے کا ایک معین وقت ہوتا ہے اسی طرح ہر زہر کے ظہور کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ بعض زہر ایسے ہیں کہ انھوں نے اپنا اثر دکھا دیتے ہیں۔ بعض گھڑی اور بعض گھنٹے بعد اور بعض کی میعاد اس سے بھی زیادہ کئی دنوں کی ہوا کرتی ہے ؎

عقلمند انسان کو دیکھنا یہ چاہیئے کہ اتنے نامی اور مشہور اوتار نبی رسول جو ہوئے کیوں وہ دنیا میں آئے انہوں نے دنیا میں کیا راہ قایم کی اچھا آپ ہی بتائیں کہ مذہب فرقہ کے لوگ چوری جھوٹ زنا وغیرہ امور کو کیا خیال کرتے ہیں۔ پس اب یقین جانیں کہ خود یہ اختلاف ہی ظاہر کرتا ہے کہ واقعی وہ امور جن میں اختلاف کیا گیا ہے **گناہ ہیں** علاج مرض کا کیا جانا چاہیئے۔ ہم کہتے ہیں کہ گناہ تو ایسی چیز ہے۔ کہ خدا کی ہستی کو نہ ماننے والا بھی طبعاً اس سے نفرت کرتا ہے پس ایک صحیح الفطرت انسان خواہ اس تک آسمانی تعلیم نہ بھی پہنچی ہو۔ فطرتاً گناہ کو گناہ یقین کرتا اور قابل نفرت جانتا ہے ؎

دوم یہ کہ بعض امور جو ممنوعات میں سے ہوتے ہیں وہ قانون اور باریک حکمت کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور خود انسان کے اپنے حق میں یا بنی نوع انسان کے واسطے بھی ان کا ارتکاب مضر ہوتا ہے مثلاً زنا ہے۔ زانی کو آتشک سوزاک وغیرہ خطرناک امراض لاحق ہو کر وبال جان ہو جاتی ہیں ؎

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ نہ خدا نے گناہ سے اسواسطے روکا ہے۔ کہ اس میں اسکا کوئی نقصان متصور ہے اور نہ نیکی کی۔ اسواسطے تاکید فرمائی ہے۔ کہ اس میں اسکا کوئی فائدہ ہے۔ بلکہ یہ اسکا رحم ہے۔ کہ اس نے ایسے امور جو خود انسان کے اپنے ہی واسطے مضر تھے یا بنی نوع انسان کے واسطے مضر تھے۔ ان سے روک دیا۔ اور یہ اس کا کمال رحم ہے وہ چونکہ قدوس اور پاک ہے اس کی قدوسیت اور پاکی کا تقاضا ہے کہ دنیا میں نیکی پھیلے ورنہ انسان اگر بے قید ہو کر بدی اور گناہ کرے گا۔ اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کریگا۔ تو اس کا وبال بھی خود ہی برداشت کریگا۔ خدا کا اس میں کچھ نقصان نہیں ؎

مرتبہ عبدالرحمن قادیانی اسسٹنٹ ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر کا لکھا ہوا)

۲۹ - اپریل ۱۹۰۸ء کو جب کہ بٹالہ سے لاہور کو جانیوالی ٹرین سٹیشن امرتسر پہنچی جس میں حضرت اقدس خلیفۃ اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے اور مخلصین جماعت احمدیہ امرتسر صدق اور ارادتمندی کا ایک نہ رکنے والا جوش اور اپنے آقا و مولا کی زیارت کے شوق کہہ دل لئے ہوئے پہلے ہی سے سٹیشن پر موجود تھے ؎

ٹرین کے ٹھہرتے ہی تمام عقیدتمندان مخلص آگے بڑھ بڑھ کر سعادت مصافحہ اور شرف حضوری حاصل کرتے تھے۔ ہر کوئی یہی چاہتا تھا۔ کہ میں آگے بڑھوں اور ان کے دلوں کا شوق عقیدت ان کے چہروں سے نمایاں تھا ؎

جذب جو خاصہ خاصان خدا اور علامت بندگان عالی ہوتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف سے آنیوالوں کو بطور نشان کے عطا ہوتا ہے۔ اسکا یہ عالم تھا۔ کہ سٹیشن بھر کے جس انسان کے کان میں آپ کا نام پہنچا اسکے دل میں شوق زیارت نے گدگدی کی اور وہ بے تحاشا بھاگا چلا آیا۔

وہ سلامتی کا شاہزادہ

اور محبوب خدا سکینڈ کلاس ڈیپارٹمنٹ میں متمکن تھا جلال و شوکت اور رعب و وقار شہادت صداقت ادا کرنے کیواسطے حضور میں حاضر کھڑے تھے لوگ آتے اور زیارت کر کر کے چلے جاتے تھے۔ اہل ہنود اور سکھ صاحبان اپنے طرز میں اور مسلمان اپنے طریق سے سلام و نیاز عرض کرتے تھے پلیٹ فارم کی جانب پلیٹ فارم پر اور گاڑی کے دوسرے پہلو سے لوگ پا پیادہ اونوں پر کھڑے کھڑکیوں میں سے حضور پر نور کی صورت دیکھنے کیواسطے خوش سے جھانکتے تھے۔ سیری کسی کو نہ ہوتی تھی۔ اتنے میں ایک مسلمان صاحب معہ چند آدمیوں کے تشریف لائے حضرت اقدس نے ان کو گاڑی کے اندر بلا کر اپنے پاس بٹھا لیا اور ان کے سوال یہاں بالکل یوں

مخاطب فرمایا

خدا کی شہادت سب سے پہلے زیادہ معتبر ہے۔ خدا کا پاک کلام قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے مسائل مختلفہ میں فیصلہ کرنے اور حق پانے کیواسطے مسلمانوں کو اول قرآن شریف ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ابدی کی کوئی دلیل اگر ان کے پاس ہے تو ان کو چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کریں ؎

گر قرآن شریف میں جب ہم اس غرض کے لئے غور کرتے ہیں۔ تو ہمیں تو ان کے حق میں خدا کا یہی کلام ملتا ہے۔ کہ انی متوفیک فلما توفیتنی اب جائے غور ہے کہ آیا یہ لفظ قرآن شریف میں کسی اور نبی کے حق میں بھی آیا ہے۔ یا کہ نہیں؟ سو ہم صاف پاتے ہیں کہ اور انبیا اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مجتبیٰ احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی یہی لفظ توفّی کا استعمال ہوا ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں بھی یہ لفظ نظر آتا ہے۔ توفنی مسلما و الحقنی بالصالحین

اب ہم پوچھتے ہیں کہ ہمیں کوئی اس خصوصیت کی وجہ تو بتاوے کہ کیوں یہ لفظ اور انبیاء پر۔ تو موت کے معنوں میں وارد ہوتا ہے؟ اور کیوں حضرت عیسیٰ ؑ کے حق میں آکر تو اس لفظ کی یہ خاصیت بدل جاتی ہے۔ اور یہ لفظ موت کے معنے نہیں دیتا؟

ان کو چاہیئے کہ تعصب کو الگ کر کے ایک گھڑی بھر کے لئے حق جو ہو کر اس میں غور کریں ؎

گالیاں دینا تو ان لوگوں کا ایک فرض ہو چکا ہو سو دے لیں مگر اب ہمیں شوق ہے تو صرف یہی کہ آیا تقوے اور خشیت الٰہی کو مدنظر رکھکر اس فرقہ کے منہ

سے کوئی علمی بات بنتی ہے؟ مگر افسوس یہہ بات کبھی پوری نہ ہوئی ⁂

جو حق پر ہوتا ہے اسکے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت۔ اسکے کلام میں قوت اور شوکت اور اس کے انفاس میں ایک جذب ہوتا ہے۔

فرمایا

حیات کا مسئلہ ان کو مبارک نہ ہوا کیونکہ ان میں کے بہت سے حیات حیات ہی پکارتے بصد حسرت دنیا سے گذر گئے۔ مگر حیات مسیح نے ان کی کوئی مدد نہ کی ⁂

اتنے میں گھنٹی بجی۔ وِسل ہوا۔ اور گاڑی لاہور کو چل دی ⁂

دنیا میں کیا ہو رہا ہے

پیرس کی **انجمن اخوت** اسلامیہ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا ہے ⁂

روس میں تین مسلمان جو پہلے ڈوما کے ممبر تھے اس شبہ میں گرفتار کئے گئے ہیں کہ وہ باشندوں کو ٹیکس دینے سے روکتے ہیں

ایرانیوں نے نجف اعظم کے مجتہد سے درخواست کی ہے کہ وہ شاہ ایران کے معزول کئے جانے کا فتویٰ دیں۔

اخبار انڈین مرر لکھتا ہے کہ پولیس کلکتہ کو آسام کے لوشائی پہاڑوں میں بمقام گاردہم کے گولے بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ جلدی دستیاب ہوا ہے لیکن ہم کچھ خبر نہیں ملی کہ گورنمنٹ نے اس کی نسبت کیا کاروائی کی۔

انگلستان [illegible] کوشش کر رہے [illegible] آزادی کو روکا جاوے [illegible] صاحب [illegible] تو آزادی کے حامی تھے لیکن اب خلاف ہو گئے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ ہندوستان اور مصر دونوں جگہ آزادی کے نتائج خراب نکلے ہیں۔

مصر میں مسلمانوں اور قبطیوں کے مابین سرکاری ملازمت کے بارہ میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ گو جانبین کے اعتدال پسند لوگ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہندوستانی ریجسٹروں کی ایک لیگ ساحل پر قائم ہو رہی ہے جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ برٹش کی حکومت کو تنبیہ کی جاوے۔ لیگ کے ممبروں کی تعداد ۱۵۰ تک پہنچ چکی ہے اور ان کا ایک منتوی آرگن نزی ہندوستان نکلتا ہے اس میں یہ ہندوستانیوں کی بدنصیبی اور شومی اعمال کے دن ہیں۔

انگلستان میں ایک مہاتما سنیاسی گاسیا گروکے خلاف ایک نہایت شرمناک مقدمہ چل رہا ہے۔ الزام یہ ہے کہ اسنے ایک سترہ سالہ فرانسیسی لڑکی پر ناشائستہ اور خلاف ملون

مقدمہ کیا۔ ملزم کے وکیل نے اسکی برئیت میں اس کی قابلیت اور سنسکرت دانی کو پیش کیا۔ جسے فاضل جج نے نہایت لغو قرار دیکر مہاتما جی کو چار ماہ قید سخت کی سزا دی۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو سالمیت کو بدنام کرتے ہیں۔ اس کی علمی قابلیت اور فضیلت اس کے جرم کو اور بھی سنگین کرتی ہے۔ خصوصاً اسکا مذہبی رہنما ہونا نرم

پریسیڈنٹ کپورتھلہ کونسل کی توجہ طلب

کپورتھلہ اخبار ہز ہائنس سر مہاراجہ صاحب بہادر کی سرپرستی میں نکلتا ہے اور چونکہ رعایا میں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں اس لئے اخبار مذکور کو مذہبی مباحثات سے بکلی پاک رکھنا ضروری سمجھا گیا ہے اسی مقصد اور غرض کے لئے اس کی پیشانی پر صاف یہہ ہدایت لکھی ہوتی ہے لیکن اسکی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں اس رفتار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھنے کی جرأت کیجاتی ہے کپورتھلہ کونسل کے معزز ممبروں کے سامنے یہ سوال قابلِ غور ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب اپنی دینی حرارت اور جوش سے ایسے ہی وارفتہ اور طبیعہ سو میں کہ وہ کونسل یا ریاست کے اعزاز اور احکام کی پرواہ بھی نہیں کرنا چاہتے تو پھر معلوم نہیں ریاست والی کونسل کے ممبروں کو کیا مشکل ہے جو اخبار کو اس سے نہیں لے لیا جاتا ⁂

ایک سرکاری اخبار کا خواہ وہ کسی ہی گورنمنٹ کا ہو۔ یہہ مقدم فرض ہے کہ وہ مذہبی تنازعات سے پاک رہے ایک ملکی اخبار کے لیڈیٹر تو بحیثیت ایڈیٹر کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا پھر سرکاری اخبار کے ایڈیٹر کو تو ایسے جھگڑوں سے بالکل پاک [illegible] ہے پھر کپورتھلہ اخبار میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف مضامین لکھے گئے ہیں۔ ہوسکے متعلق کونسل نے اگر کوئی نوٹس نہ لیا تو سمجھا جائیگا کہ ریاست کپورتھلہ کی احمدی رعایا کی دل آزاری کے لئے ریاست کی طرف سے ایسا ہوا ہے۔ اس لئے میں اس معاملہ پر عالیجناب جناب ارزیبل دیوان جگران داس صاحب پریسیڈنٹ کونسل کپورتھلہ کی توجہ اسی امر کی طرف منعطف کراتا ہوں کہ مد سپر فوری نوٹس لیں ورنہ ریاست کے احمدیوں کا فرض ہوگا کہ وہ کپورتھلہ اخبار کے جوابات کپورتھلہ اخبار میں شائع کرائیں اس صورت میں اگر یہہ مذہبی مباحثہ طویل ہوا تو اس کے ذمہ وار ممبران کونسل ہونگے یا ریاستی اخبار کا ایڈیٹر۔

میں اس معاملہ پر اور بھی لکھونگا اگر ضرورت ہوئی۔ بالفعل اسی پر کفایت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ ایڈیٹر اخبار کپورتھلہ سے اس بیضابطگی کا کیا نوٹس لیا جاتا ہے

قادیان میں ہوس ٹیکس

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یہاں ہوس ٹیکس لگایا گیا ہے۔ تا کہ اس کی آمدنی سے صفائی کا انتظام ہو۔ پہلے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ ہوس ٹیکس کی فہرست قابل اصلاح ہے۔ باشندوں میں اسکے متعلق بے چینی پائی جاتی ہے چندہ آدمیوں نے چندہ کر کے ایک درخواست بھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی عدالت میں دی تھی مجھے معلوم نہیں کہ درخواست کس مضمون کی تھی مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کا منشا تھا۔ کہ کمیٹی کو توڑ دیا جاوے۔ یہ درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے ستو کردی ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ وہ درخواست کیسی تھی۔ اور کیوں نامنظور ہوئی۔ میں اس سوال کو چھوڑ نہیں سکتا۔ کہ یہہ فہرست بہرحال ترمیم کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر ہوس ٹیکس سے یہہ مراد ہے۔ کہ مالکان مکانات پر ٹیکس لگایا جاوے تو پھر ایسے لوگوں پر ٹیکس موجود ہے۔ جو ایک چھتر کے بھی مالک نہیں۔ اور بعض صورتوں میں مالک مکان پر الگ ٹیکس ہے اور کرایہ دار پر جدا۔ اور اگر اخراجات پورا کرنے کی خاطر صرف یہہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اور حیثیت کے لحاظ سے لگایا گیا ہے۔ تو اس پہلو کو بھی قطعاً مدنظر نہیں رکھا گیا۔ میں اس فہرست کی نامعقولیت پر بہت سے دلائل رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ذمہ دار آفیسر اسپر ضرور غور کریں گے۔ اور خواہ مخواہ رعایا کو بیدل نہ کریں گے کیا ملک [illegible] صاحب تحصیلدار بٹالہ قادیان کی طرف کو [illegible] میں امید نہیں کرتا وہ ضرور سفارش کریں کہ فہرست ترمیم ہونی چاہئے۔ ایسی سفارش سے وہ اپنی غریب رعایا کا دل تسخیر کر لیں گے۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت واجب الوجود ⁂ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے قیمت ۶؎

رسالہ تدبیر ⁂ اسمیں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی ہے۔ قیمت ۱؎

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں ⁂

مراسلات

اللہ کی ہستی اور ثناء اللہ کا تعصب

مسلمانوں کی نماز پر بصیرت اور لذت سے غور کرنیوالا انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ نماز پڑھنے والوں کا مقصد اللہ ہی ہے جب کہ وہ دیکھتا ہے کہ وضو کرنے کے وقت سے لیکر اخیر تک نماز اللہ کے نام سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور اللہ کے ہی نام پر ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً وضو کی ابتدا بسم اللہ سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اور دعا اللھم اجعلنی من المتطہرین سے لیکر اتوب الیک پر اذان۔ اللہ اکبر سے شروع ہو کر رحمۃ اللہ پر ختم ہو جاتی ہے تدبر کرنیوالی آنکھ جو فرزند حقیقۃ ابن الدہر نہیں ذرا ٹھنڈے دل اور شرح صدر سے غور کرے کہ کس ہستی کی تلاش اسمیں پائی جاتی ہے کس نے اسکو ماں کی گود سے لے کر عمر کے ارذل حصہ تک باوجود بڑے سے بڑا ساہوکار دولت مند بادشاہ ہونے کے بھی مطمئن اور خوش نہیں ہونے دیا۔ عمر کے منازل کو طے کرنے کے بعد وہ اس مقام پر پہنچتا ہے۔ کہ اسکا حقیقی آرام اور تسلی اللہ ہی ہے نماز ہی اس فطرتی پیاس کو بجھاتی ہے جسمیں مطلوب حقیقی کا چہرہ دکھلایا جاتا ہے اور مادیات کی طرف جھکنے والے خشک فلسفیوں کی ناقص تحقیقات جو ہونا چاہیے کی حد تک ہوتی ہے اسکو ہے کے مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیتی ہے انبیاء کا ہمیشہ وجود اسی لئے ہوتا ہے کہ وہ اس مرتبہ یقین کامل تک پہنچا دیں جس تک پہنچنے کی تڑپ فطرت انسانی میں پائی جاتی ہے۔ تمام انبیاء اسی لئے آئے اور اسی تک پہنچنے کی تعلیم دیتے رہے احمد اللہ ربی وربکم کے نعرے انہوں نے بلند مناروں پر چڑھ کر دئے۔ آہ کہ کتوں کی طرح زندگی بسر کرنیوالوں نے ان کی نیک نیتی کی طرف توجہ نہ کی اور اپنے طبعی جوش کو بھونک بھونک کر ظاہر کیا ہاں سعید اور تقوے کی راہوں کو قبول کرنیوالوں نے ہی لبیک کہا اور امنا وصدقنا یقیناً کو ورد کر رکھا۔ تمام انبیاء نے عموماً اور محمد رسول اللہ نے خصوصاً اپنی زندگی کی کتاب کا ہیڈنگ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین جلی قلم سے تحریر کرکے پڑھنے والوں کے لئے راہ مستقیم قائم کر دی جسپر زمین زادہ دنیا کا فرزند مکروفریب کا بیٹا نہیں چل سکتا۔ اور نہ اس کی طرف اس کی توجہ ہوتی ہے اس پاک گروہ اور خدا کی طرف کھینچنے والی جماعت کا تعلق پیدایش سے لے کر دنیا کی عمر کے اخیر سٹیج یعنی موت تک خدا ہی سے ہوتا ہے وہ جب آتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہوئے آتے ہیں۔ اور جب جاتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہوئے جاتے ہیں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو دیکھو کہ جب وہ آئے تو اللہ کو ہی لیکر آئے اور جب گئے تو اخیر کا کلمہ انکا ای میرے پیارے اللہ لے چل پیارے اللہ تھا اس عرصہ زندگی میں انہوں نے ساری دنیا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اللہ ہی کی طرف بلایا جو اللہ کو بھول چکے تھے اور تعلیم بھی وہی دی جو اللہ ہی کی طرف کھینچتی ہے اسنے اپنی ساری زندگی میں اللہ کی ہستی کو ہی ثابت کرنیکی انتھک کوشش کی اسکی یہی دھن ابتدا سے انتہا تک تھی اس نے ہر رنگ میں اللہ کو ظاہر کیا۔ اور اس نے ہر ایک کے سامنے وہ نوش دائمی اور لذیذ میوہ پیش کیا جسکی لذت سے وہ خود ہی مسرور ہوتا تھا جو اس کے نزدیک تمام میووں سے اعلے تھا جس کے برابر کوئی نہیں کبھی وہ زمانہ کی موجودہ حالت کو پیش کرتا رہا اور کبھی وہ انبیاء کی پیشگوئیوں کو اتمام الحجۃ بیان کرتا تھا اور کبھی وہ نصرت الہی کے نشانات دکھلا کر اپنے وجود کو اسکی طرف سے ظاہر کرتا تھا۔ اور اس ظاہر کرنے میں بھی اس کا مدعا اللہ کو ہی منوانا تھا اس کا ذاتی نفع کچھ بھی نہ تھا کہ ساری کی ساری دنیا اسکے خلاف ہر ایک اسکے نیست نابود کرنے کی جان توڑ کوشش میں لگا ہوا تھا پھر اسکا نیک اور باخدا خسر موجود اسکی پاک نرینہ اولاد موجود اور اسکا معزز متقی داماد موجود ان سب کے ہوتے اسکے بعد اسکا جانشین بھی ایک اجنبی بھیرہ کا رہنے والا جو اسکے حلقہ غلامی میں تھا مقرر ہوا۔ ای مرنیوالو اور مر کر خدا کی طرف جانیوالو کیا اسی کا نام دنیا طلبی ہے خدا کیواسطے ذرا سوچو اور کچھ غور کرو آخر تمنے بھی مرنا ہے۔ خدا کو کیا جواب دوگے اللہ نے اسکے لئے اسکے ہاتھ پر لاکھوں نشان دکھلائے۔ اور ایسے دکھائے کہ جسکی نظیر نہیں کہا کسی نے دعوے کیا۔ کہ

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

طاعون کس کے دعوے ماموریت پر گواہ تھی اور کسوف وخسوف نے کس کی تصدیق کی وہ نشانات جو انبیاء نے مقرر کئے ہوئے تھے جب وہ پورے ہوئے تو کس نے یہ دعوے کیا کہ یہ میرے لئے ظاہر ہوئے ہیں اسکے وہ نشانات جو خدا کی ہستی کو ثابت کرتے ہیں اور جو ایک دہریہ کو بھی چپ کرا دیتے ہیں ٹھنڈے دل اور غور سے سوچنے والے سعید لوگوں کیواسطے ہدایت ہیں خدا کی کلام میں قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ کچھ حصہ اسکا محکمات ہوتا ہے۔ اور کچھ متشابہات کیونکہ خدا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہمیشہ سے متشابہات پر اعتراض کرنیوالے لوگ وہی ہوتے ہیں جنکے دلوں میں دنیا کی محبت مرض تپ دق کے انتہائی مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ بد معاش شرپر دنیا کا کیڑا بینات سے اشد لعنہا حاصل نہیں کرتا گندگی کا کرم گلاب کی خوشبو سے مرجاتا ہے مگر سعید اور پاک روحیں ہمیشہ سے بینات سے ہی زندہ ہوتی رہیں انہوں نے اسی کو آب حیات جان کر پیا۔ اے حق کے طالبو! ڈرو۔ اور اسے پیا سو آؤ اور اس زندگی کے جام کو بے خطر پی جاؤ جسکو ہمیشہ سے پاک ہی پیتے آئے جسکو خبیث طبع لوگوں نے کبھی نہیں پیا اور نہ پی سکتے ہیں دیکھو میں تم کو ایک لذیذ میوہ دیتا ہوں جسکی لذت کہا کر معلوم ہو سکتی ہے۔ بد ظنی سے اسکو مت پھینکو اسے کہا کر دیکھو اسمیں کچھ شک نہیں کہ متشابہات میں بھی ایک مخفی حقیقت ہوتی ہے اسمیں ایک راز معرفت ہوتا جسکو وہی پاتے ہیں جو غیب پر ایمان لاکر محکمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں اس جگہ میں نشانات سے ایک نشان مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جو اللہ کی ہستی کو ثابت کرنے کے علاوہ مرزا صاحب کے منجانب اللہ ہونے پر ایک برہان قاطع ہے جس سے ایک متقی اور نیک طبع انسان کا ایمان ترقی کرسکتا ہے۔ توریت کتاب استثنا باب ۱۸ میں موسیٰ علیہ السلام کے ان کلمات کی تصدیق (کہ وہ نبی جو کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا وہ قتل کیا جاویگا) اسکے بعد جس قدر نبی آئے سب نے کی چنانچہ حزقی ایل نبی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ان نبیوں پر جو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں چلیگا ۱۳ اسی طرح ذکریاہ نبی نے کہا کہ جب کبھی کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ جن سے وہ پیدا ہوا ہے اسے کہینگے کہ تو نہ جیئے گا کیونکہ تو خدا کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے ۱۳ اسی طرح ملاکی نبی نے کہا اور کہا دغا باز پر لعنت ۱ پھر قوم نصاری بھی اس پیشگوئی کو مانتی ہے چنانچہ اعمال ۵ میں اس کی تصدیق ہو چکی ہے پھر سب کے بعد آخری شریعت جو لے کر آیا جو داؤد کا پہلوان زبور ۴۵ اور مسیح کا فارقلیط اور روح حق اور وکیل اور سردار دنیا باب ۱۴-۱۶ یوحنا اس کے منہ سے بھی خدا کی کلام نکلتی ہے۔ وہ بھی اس پیشگوئی کی تصدیق کرتی ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین ـ سورہ الحاقہ اسی پیشگوئی کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کی غرض سے مثیل موسیٰ نے بڑے زور سے دعوے کیا۔ واللہ یعصمک من الناس یعنی خدا تجھے لوگوں کے ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا۔ تب اس دعوے کو توڑنے کے لئے اس مقدس کو تمام قوموں نے ناخنوں تک زور لگا کر نیست و نابود کرنا چاہا یہودی مجوسی صابئین نصاری اور بت پرست وغیرہ وغیرہ اقوام تو رات دن اسی دھن میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح اسکے دعوے کو غلط ثابت کردیں مگر آخر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ برس کی نبوت یا وحی کی کامیابی زندگی کو حاصل کرکے اپنے دشمنوں کو نامرادی کا نظارہ دکھا کر اپنی طبعی موت سے واصل باللہ ہوا۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

قوم کے دانا لوگ اور شریف سعید طبیعتوں والو ذرا اپنے لئے ذرا سوچو ایک شخص جسکے نیست و نابود کرنیکے لئے زمینی کوششیں یا سامان سارے کے سارے موجود ہوں ہر ایک اسکے خون کا پیاسا ہو اور پھر اسپر طرہ یہہ کہ نبیوں کا متفق علیہ مسئلہ بھی موجود ہو کہ جہوٹا نبی ہلاک ہو جائے گا اور اسوقت یہہ کہتا ہے۔ اور بڑی تحدی کیساتھ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اور خدا کی طرف سے ہوں اسکا ثبوت یہہ ہے کہ مجھے کوئی قتل نہیں کر سکے گا اور نہ میں ہلاک ہونگا۔ بلکہ میں اپنی طبعی موت سے فوت ہونگا۔ کوئی نہیں جو اسبات کو ٹال سکے پھر جب وہ فوت ہوتا ہے تو اپنی طبعی موت سے کیا آپ لوگوں کی عقل سلیم گواہی نہیں دیتی کہ وہ ایک سچا نبی تہا۔ اور اسمیں جہوٹ کی کوئی ذرا نہی یہ تو ظاہر بات ہے کہ اگر وہ ایک اعلیٰ اور کل شئی قدیر ہستی کی طرف سے نہ ہوتا اور اس کا قتل ہو جاتا کونسی بات تہی کیا اس ملک میں جس میں اس نے دعوے کیا تہا کوئی قتل نہ ہوتا تہا یا قتل کر دینا کوئی بڑی بات تہی۔ میں فی الحال اسپر کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتا مگر آپ کی توجہ کو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں:۔

نبیوں کے مذکورہ بالا متفق علیہ فتوے کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب علیہ السلام نے بہی یعصمك الله ولو لم یعصمك الناس کا دعوے کیا اور بڑے زور اور تحدی سے کیا یعنے یہہ کہ الله تجھے لوگوں کے ہر ایک شر سے بچائیگا۔ اور تو قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ تو اپنی طبعی موت سے فوت ہوگا۔ اگرچہ لوگ تجھے نہ بچائیں۔ یہ دعوے براہین احمدیہ کیساتھ شایع ہو کر ملک میں ہاتہوں ہاتہہ پہنچ گیا تہا جسکو شایع ہوئے اٹھائیس برس ہوتے ہیں اس کے بعد اسکی مخالفت وہ ہوئی جسکی نظیر سوائے آنحضرت صلعم کے دوسری جگہ تلاش کرنی عبث ہے پھر بتاؤ کس نے اسکے نیست و نابود کرنے کی کوشش نہیں کی کس نے اپنے زور اور طاقت کو اسپر ظاہر نہیں کیا۔ اقدام قتل کا مقدمہ اسپر کیا گیا جسمیں نبیوں تو سو کے جوشیلے لیڈروں نے اپنی قوت بازو کا زور اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے دکہایا کفر اور قتل کے فتوے اسکے لئے دئے گئے پتھر اسپر برسائے گئے جسکا دعوے بہی ایسے ملک میں تہا جس میں قتل کے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں بم کے گولے چلانیوالے موجود تہے اور بندوق کے چلانے کے ماہر موجود مگر کوئی اس کو مار نہ سکا۔ پھر اسکے ملنے کے لئے چین افغانستان عرب امریکہ افریقہ ہیشیا یورپ اور آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ممالک کے لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں اور فوج در فوج آتے ہیں اسوقت اسکے ساتھ کوئی باڈی گارڈ نہیں کوئی محافظ نہیں سوائے ایک کے ان تمام لوگوں میں جو اسکے ساتھ ہاتھ ملاتے ہیں ایک بہی ایسا نہ نکلا جو اس کو چپکے سے خنجر ہی مارے پہر وہ لاہور میں آزادی

کیساتھ رہتا ہے جہاں کہ لالہ لیکہرام صاحب کا واقعہ ہوا مگر اسکے دعوے کو توڑنیوالا کوئی نہ پیدا ہوا باوجود اسکے کہ وہ بار بار بلند کہہ رہا تھا۔ منم مسیح زمان منم کلیم خدا اور کہتا ہے کہ میں وہی مسیح موعود مہدی ہوں جو اس امت میں سے ہوگا۔ اور نبی ہوگا جسکا وعدہ ہر ایک نبی نے دیا۔ اور خصوصاً آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ منکم میں سے ہوگا اور کہتا ہے کہ میری تصدیق کے نشانات ہر ایک مذہب میں موجود ہیں میں اس زمانہ کا مصلح نبی امتی یا اوتار ہر ایک قوم کے لئے ہوں جو اسوقت آسمان کے نیچے رہتی ہے پھر وہ للکار کر ہر ایک اس شخص کو جو اسکے تباہ کرنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے کہتا ہے اگر تیرا ہے یہ یقین کہ بدل دی جیں نشان ہو تو کہ عزت مجھکو تو تجھکو ذلت آنیوالی ہے پھر یوں ہی نہیں بلکہ ان سب کو اشتعال پر اشتعال دلاتا ہے

مرد میدان باش حال ما بہ بین
نصرت ان ذوالجلال ما بہ بین
طعنہ ہائے امتحان نامردی است
امتحان کن پس حال ما بہ بین

ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے آخر وہ سلامتی کا شہزادہ صلح پسند جسنے جہاد کی خونریز لڑائیوں کو ہمیشہ کے لئے دور کر دیا جو گورنمنٹ کی امن پسند حکومت کا ہمیشہ شکر گذار تہا۔ جس نے هل جزاء الاحسان الا الاحسان پر پورا پورا عمل کر کے دکہادیا اپنی طبعی موت سے وفات پا کر دشمنوں کو حسرت اور نامرادی کے جلتے ہوئے تنور میں جہونک گیا۔ جہاں ہمیشہ ان کی خوراک زقوم اور گندگی ہوگی اور پھر اس نے وحی کی کامیاب زندگی بہی ۲۳ برس سے زیادہ کی پائی اور اسطرح نامراد رہنے والے ذلیل اور مغضوب علیہم فرقہ کو دو فاش شکستوں سے پامال کر گیا کیا قوم کے بیوقوف ملہم فاسق نے بہی کبہی اس قسم کا دعوے کیا اور پھر کیا اسکی مخالفت بہی کبہی ایسی ہوئی۔ یا آیندہ کیا وہ بہی ۲۳ برس دعوے کی عمر حاصل کریگا پھر لے عقلمند فدا اسکی مثال تو تلاش کر دو اے تواریخ کے ماہر تم ہی کچھہ مدد کرو۔ للہ اس دلیل کو توڑو کیا کوئی ایسا ملہم ہوا ہے جس نے ۲۳ برس کی وحی اور دعوے کی عمر پائی ہو۔ اور وہ جہوٹا ہو اے ساری دنیا کے لوگو تمہیں انصاف کی قسم اور خدا کی قسم کبہی کیا تمنے اس تحدی سے دعوے کر کے ۲۳ برس کی دعوے کی عمر حاصل کر کے اپنی طبعی موت سے فوت ہونیوالا کوئی جہوٹا نبی دیکہا یا سنا اگر سنا ہے تو اسکا نام لو یقیناً یقیناً تم نہیں بتا سکتے پھر انکے اس مین نشان سے فائدہ نہ اٹھانیوالے جس عذاب کے مستحق ہونگے جس سے ڈرانیوالا فدا گیا کیونکہ اس سے نہیں ڈرتے ہو یاد رکہو عدو سن رکہو کہ وہ عذاب عنقریب آنیوالا ہے مبارک وہ جو آنیوالے عذاب سے پہلے اپنی حالت درست کر لیتے ہیں۔ پہر دوستو کیا قرآن شریف کے پڑھنے والے سارے قرآن کو سمجھہ بیٹھے ہیں۔ وہ کون ہے جو دعوے کرتا ہے

یا کیا انجیل و توریت و زبور اور صحایف انبیا کے پڑہنے والے ساری کی ساری کتاب کو سمجھہ چکے ہیں۔ یا کیا وید کے پڑہنے والوں نے سارے وید کی باتوں کو ذہن نشین اچھی طرح سمجھکر کر لیا ہے پھر کس کتاب والے نے اپنی ساری کتاب کی باتوں کو پہلے ہی سے سمجھہ رکہا ہے صحیفہ قدرت کو خدا کی کتاب کہنے والوں نے ہر ایک دقیق در دقیق باتوں کو پا لیا ہے پھر جب یہ نہیں تو مرزا صاحب علیہ السلام کی تمام پیشین گوئیاں ساری کی ساری کسطرح جلد بازوں کی سمجھہ میں جلدی سے آجائینگی۔ کیوں وہ کل کا آفتاب آج دیکہنا چاہتے ہیں۔ وہ کس طرح الف بے کے پڑہنے کے بغیر لکہہ پڑھ سکتے ہیں اے عزیزو کیوں تم بینات سے فائدہ اٹھا کر دوسرے حصہ پر جو غیب یا متشابہات ہے ایمان نہیں لے آتے غیب پر ایمان لانا ہی تو خوبی ہے کیا کوئی فخر کر سکتا ہے یہہ کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ دنیا میں گدہے گہوڑے اور بیوقوف بہی ہوتے ہیں۔ نہیں بلکہ فخر اسی میں ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاوین وہی شاگرد استاد سے کچھہ حاصل کر سکتا ہے جو استاد سے حسن ظنی سے پیش آتا ہے۔ اگر وہ استاد پر پہلے ہی سے بدظنی کرے اور وہ علم جو غیب میں ہے اسپر ایمان نہ لاوے۔ تو تم ہی انصاف کرو کیا ایسے شاگرد کو بدبخت نہ کہا جائیگا۔ میں افسوس کرتا ہوں امرتسری ملان پر جو باوجود بہشت و دوزخ قبر اور حشر کو زبانی ماننے کے حالانکہ اس نے نہیں دیکہے پھر حضرت مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں میں جو حصہ متشابہات کا ہے اسپر اعتراض کرتا ہے اور وہ غیب ہے ایک طرف تو وہ یؤمنون بالغیب پڑہتا ہے اور دوسری طرف اس سے انکار کرتا ہے۔ اور پھر ایسے بودے اعتراض کرتا ہے۔ جس سے انصاف سے دیکہنے والے کی آنکہہ معلوم کر لیتی ہے کہ تعصب میں اندھا انسان نبیوں کو اور خصوصاً محمد رسول الله صلعم کو بہی نہیں مانتا۔ مثلاً مرقع جولائی و اگست ۱۹۱۰ء کے صفحہ اول پر وہ نبیوں کے خلفاء کو سکہوں کے خلفاء سے تشبیہ دیتا ہے مرزا صاحب سے جو تعصب اسکو ہے۔ اسکی تو حد و نہایت ہی نہیں ہے ہی صفحہ ۱۰ پر وہ لکہتا ہے اور اپنا ایمان ظاہر کرتا ہے۔ کہ اگر مرزا صاحب دن کی دوپہر کے وقت کو دن کہیں تو مجہے شبہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ رات ہے۔ یہہ تو اسکا ایمان ہے کہ مرزا صاحب کے ہر ایک قول پر اسے شبہ ہے جب یہہ حال ہے تو میں کسطرح کہوں۔ کہ اسکا ایمان قرآن یا اسلام یا محمد رسول الله پر ہے مرزا صاحب کہتے ہیں ؎

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

مولوی کو تو اسمیں ہی شبہ ہے پہر مرزا صاحب کہتے ہیں ؎

اسلام سے نہ بہاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

مولوی کو اس میں بھی شبہ ہے پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

بند گمان ز وہم سے احمد کی شان ہے

اور احمد آخر زمان کو اولین را آیا فخر

آخرین را مقتدا او ملجا و کہف حصار

یا نبی اللہ تو ئی خورشید رہ ہائے ہدیٰ

بے تو نارد رو براہی عارف پرہیزگار

مولوی ثناء اللہ کو اس میں بھی شبہ ہے۔ پھر جو ایسے شبہات میں پھنسا ہوا ہے وہ مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے اسوقت میں اس کے شبہات کا تذکرہ چھوڑ کر اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں اس جگہ میں صرف اس کے ایک قول کا جواب اسی کے مرقع تازہ بنام یادگار مرزا سے دونگا۔ باقی اعتراضوں کا جواب بہت دفعہ البدر و الحکم میں دیا جا چکا ہے۔ اور اگر پھر بھی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ گھر تک ہی پہنچا کر چھوڑیں گے مرقع کے صفحہ ۷۵ پر شبہات میں پھنسے ہوئے متعصب نام کے مولوی نے جو دن کو رات مانتا ہے۔ خدا کے مذکورہ بالا نشان کو کمزور کرنا چاہا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسکا جواب اسی جگہ دیدیا جاوے وہ لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے کہ بھلا یہ مجھ سے کب ہو سکتا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے کافر بنوں یہ لکھکر خود ہی نتیجہ نکالتا ہے کہ انہوں نے اسوقت دعوےٰ نبوت نہیں کیا۔ دعوے ۱۹۰۱ء میں کیا ہے۔ پس اس طرح نومبر ۱۹۰۱ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک چھ برس اور سات ماہ ہوتے ہیں۔ اور اسطرح ۲۳ برس نہیں ہوتے ہم اسکا جواب اسی کے اسی مرقع سے دیتے ہیں۔ صفحہ ۵ پر لکھتا ہے ۱۸۸۰ء میں مرزا صاحب نے پہلا اشتہار شایع کر کے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا پھر اسی سال براہین احمدیہ لکھی جو ایک حد تک اچھی کتاب ہے لیکن اس کے زیادہ حصے میں اپنی پیشگوئیوں الہاموں اور دعووں کا ذکر کیا ہے مولوی اس جگہ مانتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ ۱۸۸۰ء میں ہوا اور تمام دعوے براہین میں موجود ہیں سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد ۱۸۸۰ء کو آج ۲۸ برس ہوتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ حمامۃ البشریٰ میں نبوت کے مدعی کو کافر کہا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد بھی ایسی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا جس کا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے۔ بلکہ انہوں نے تین چار روز پہلے بھی ایسی نبوت کی تردید کی ہے۔ دیکھو البدر ۲۴۔ مئی ۱۹۰۸ء وہ خود بھی اور اس کی جماعت بھی ایسے مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ ہاں وہ جو امتی ہو اور اسے مکالمات الٰہیہ کثرت سے ہوں۔ وہ متبع نبی یا مجدد یا محدث یا فنا فی الرسول ضرور کہلا سکتا ہے اور ایسی نبوت نبوت محمدیہ کے مخالف نہیں بلکہ اس میں اس کی چمک ہے۔ کیونکہ یہ خیر امت ہے اس میں پہلوں کے سب مراتب موجود ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء امتی ہونے کا دعوےٰ انکا ابتدا ہی سے ہے۔ اور اسکو مولوی نے بھی مان لیا ہے کہ ۱۸۸۰ء میں دعوے کیا۔ شرم کرنی چاہیے ایک صفحہ پر تو دعوے کے ۲۸ برس ظاہر کرتا ہے۔ مگر دوسری طرف حافظہ پر خدا کی مار پڑ جاتی ہے۔ عقلمند خود سمجھ سکتا ہے مولوی تو ہماری بات کو ہرگز نہیں مانیگا کیونکہ وہ ہمارے مقابل دن کو رات کہنے پر آمادہ ہے جیسا کہ اسکا مذہب یا ایمان ہے کیا انہیں اعتراضات پر ڈینگیں مار کر بغلیں بجاتا ہے شرم کچھ طرش کی دوا کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر کہا کرے کیونکہ مقابلہ پر وہ ہے جس پر یہ پڑے تباہ کر دے اور جو اسپر پڑے نامراد رہے بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ الٰہی میری اس تحریر کو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین ثم آمین

راقم

حکیم ڈاکٹر احمد حسین از لائل پور

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مختلف تجویزیں اور آئے دن خیالات کی جدت شاید دماغ کی پریشانی اور جنون کی کوئی قسم سمجھی جاوے لیکن عقل سلیم رکھنے والے یہ کبھی نہیں مان سکتے کہ ایک ہی امر کی تکمیل کیلئے مختلف راہوں یا صورتوں کا اختیار کرنا پریشانی دماغ کا نتیجہ ہے علاوہ اگر کوئی شخص محض اس خیال پر مفید اور متبارک اور ضروری کام کے کرنے سے رکتا ہے کہ اسکے احباب اور معترض کیا کہیں گے تو میرے اپنے ایمان میں وہ دنیا کی جھوٹی مدح و ذم کا اسیر ہے۔ اور اخلاص اور خالصۃً لوجہ اللہ ایک کام کرنے سے عاری ہے۔

میں نے جب سے الحکم جاری کیا ہے جن کاموں کو قوم کیلئے ضروری سمجھا مختلف اوقات میں انکی تحریک کرتا رہا۔ اور حتی الوسع خود ان میں حصہ لیا۔ ان کا مکمل ہو جانا ایک وقت کو چاہتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگا جو لوگ ان باتوں میں پڑتے ہیں وہ سنت اللہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس مختصر تمہید کے بعد میں پھر ناظرین کو خوشخبری سنانی چاہتا ہوں۔ کہ میں **قرآن مجید** کے ترجمہ اور تفسیر کی بہت بڑی ضرورت محسوس کرتا ہوں میں نے جب اول تفسیر القرآن الحکیم شروع کی تھی تو ہمارے موجودہ امام اور خلیفۃ المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر اس طرز پر سورہ فاتحہ کی تفسیر بھی شایع ہو جائیگی۔ تو میں کامیابی سمجھونگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں سورۃ البقرہ کی تفسیر شایع کر سکا اور سورہ آل عمران کا بھی ایک حصہ چھپا ہوا ہے شروع سال میں قرآن مجید کے ترجمہ کے متعلق تجویز ہوئی جو آخر ملتوی کرنی پڑی اور باوجود سات مہینے گذرنے کے منشی عبد الرشید صاحب کی طرف سے کوئی طیاری مجھے معلوم نہیں ہوئی۔ اور اگر ایسے طور پر ہو جسکا مجھے علم نہیں تو وہ مجھے ایسا کہنے سے معذور رکھینگے۔ اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بیعت میں قرآن مجید کے پڑھنے کا خاص طور پر اقرار لیا۔ تو میرے دل میں جنبش اور جوش پیدا ہوا کہ اس اقرار کی عظمت اور ضرورت کے لحاظ سے جیسی کچھ بھی جوش نیت اور اخلاص کے ساتھ قدر ہونی چاہیئے۔ اور آپ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک ترجمہ معہ نوٹوں کے شایع ہو جاوے۔ اور اس کے لئے میں نے یہ پسند کیا ہے۔ کہ خلافت کے بعد جہاں سے حضرت خلیفۃ المسیح نے درس شروع کیا ہے وہاں سے ہی اسکو چھاپا جاوے اور ایک ایک پارہ شایع ہوتا رہے جب تک اللہ توفیق دے +

بعض کہیں گے۔ کہ پہلے تفسیر نامکمل ہے اسکے لئے یہ وعدہ ہوا اور وہ ہوا۔ میں اس کا مختصر جواب اوپر دے آیا ہوں ان باتوں میں میں نہیں پڑونگا۔ میں اس کام کو قرآن کی خدمت سمجھکر کرنی چاہتا ہوں جتنی ہوا اور جس طرح ہو +

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ کس قسم کا ہوگا۔ اسکا نمونہ ۱۳ اگست ۱۹۱۰ء کے الحکم میں چھپ چکا ہے اس اعلان سے میری غرض صرف یہ ہے کہ میں اپنی اخبار کے ناظرین کو مطلع کر دوں کہ میں ان میں سے ہر ایک کے نام دو دو جلدیں اسکے شایع ہونے پر قیمت طلب بھیجونگا اور اسی لحاظ سے میں دو ہزار اسکا پیان چھاپونگا جن میں سے پانچ سو جلدوں کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ خاص انتظام کیا جاویگا ۲۱ اگست ۱۹۱۰ء کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ پارہ خریداران الحکم کے پاس پہنچیگا۔ اس میں یہ لحاظ رکھا جاوے کہ سورہ کے شروع ہو۔ اور سورہ پر ختم ہو اسطرح پر بعض اوقات ایک پارہ سے بیشتر حصہ بڑھ جایا کرے گر یہ طریق اسلئے ملحوظ رکھا ہے۔ تا کہ سلسلہ مضمون میں فرق نہ آوے کاغذ انشاء اللہ عمدہ لگایا جاویگا اور تقطیع موزون ہوگی۔ ہدیہ کے متعلق ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا جو صاحب نہ لینا چاہیں وہ مجھے ابھی سے اطلاع دیں ورنہ اگر میخزانہ پر یہ اعتماد کر کے کہ وہ اسکی اشاعت میں میرے معاون ہیں۔ اور اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کی اشاعت ہوا ان کو دی۔ پی بھیجا اور انہوں نے واپس کر دیا تو اس سے بڑھکر تکلیف وہ امر کیا ہوگا ؟ اسلئے میں ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء تک اسکو چاہتا رہونگا۔ جو احباب اسوقت تک مجھے اطلاع دینگے۔ کہ وہ کسی وجہ سے اسے نہیں لے سکیں گے ان کے نام ہرگز نہیں بھیجا جاویگا۔ مستقل خریداران الحکم کے نام دو دو کاپیان بھیجی جائیگی اور اگر کوئی دو سے زیادہ لینا چاہیں تو بھی اطلاع دیں۔ بالآخر التماس ہے کہ ناظرین اس خادم کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے جوش اور جوش کیساتھ اخلاص اور پھر سمجھ اور فہم اور اس کے ساتھ اسباب عطا فرماوے کسی سے ایک کوڑی بھی پیشگی نہیں لیجاویگی۔

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم